ڈرائیور کو مالک کی نیت معلوم نہ ہو، تو نماز پوری پڑھے گا یا قصر؟

دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Har-5377 تاریخ: 14-12-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں سعودی شہر قصیم میں شیخ کا ڈرائیور ہوں اور میری رہائش بھی شیخ کے ساتھ قصیم میں ہے۔ شیخ کا جب بھی سفر ہوتا ہے، تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس شہر جانا ہے اور کہاں کہاں رُکنا ہے لیکن اکثر یہ معلوم نہیں ہوتا، کہ وہاں قیام کتنے دن کا ہے۔ شیخ سے اس کی نیت پوچھنا ممکن نہیں۔ جب مجھے معلوم ہے کہ مجھے شرعی سفر سے زیادہ سفر کرنا ہے، لیکن وہاں پہنچ کر قیام کتنے دن کرنا ہے، یہ معلوم نہیں، تو اس صورت میں مکمل نماز پڑھوں گا یا قصر؟ یا میں اپنی الگ سے نیت کروں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورتِ مسئولہ میں اصل اعتبار شیخ کی نیت کا ہے آپ کی اپنی نیت کا اعتبار نہیں کہ آپ اس کے ملازم ہونے کی وجہ سے احکاماتِ سفر میں اس کے تابع ہیں، لہذا شرعی مسافت پر جانے کے بعد اگر شیخ نے پندرہ دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرلی، تو وہ مقیم ہو جائے گا اور اس کے تابع ہونے کی وجہ سے آپ بھی مقیم ہو جائیں گے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ جب آپ کو

اپنے شیخ کی نیتِ اقامت کا علم ہو، ورنہ آپ شرعی مسافت پر جانے کے بعد مسافر ہی رہیں گے اور آپ پر نماز میں قصر کرنا واجب ہو گا۔ چنانچہ درمختار میں ہے:"(والمعتبر نیة المتبوع) لانه الاصل لا التابع (کامراة و عبد و جندی و اجیر مع زوج و مولی و امیر و مستاجر) ملخصا" اعتبار متبوع کی نیت کا ہے، نہ کہ تابع کی نیت کا، جیسے عورت شوہر کے ساتھ غلام آقا کے ساتھ لشکر امیر کے ساتھ اور اجیر مستاجر کے ساتھ ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص743، مطبوعہ کوئٹہ)

عالمگیری میں مزید ہے:" و کل من کان تبعاً لغیره یلزمه طاعته یصیر مقیماً باقامته و مسافراً بنیته و خروجه الی السفر کذا فی محیط السرخسی۔ الاصل ان من یمکنه الاقامة باختیاره یصیر مقیماً بنیة نفسه و من لا یمکنه الاقامة باختیاره لا یصیر مقیماً بنیة نفسه حتی ان المراة اذا کانت مع زوجها فی السفر و الرقیق مع مولاه و التلمیذ مع استاذه و الاجیر مع مستاجره و الجندی مع امیره فهؤلاء لا یصیرون مقیمین بنیة انفسهم فی ظاهر الراویة کذا فی المحیط" ہر وہ شخص جو اپنے غیر کے تابع ہو، اس کو اس کی اطاعت لازم ہے اور وہ اس کے مقیم ہونے سے مقیم ہو گا اور اس کی نیت اور اس کے شرعی سفر پر نکلنے سے مسافر ہو گا، یونہی محیط سرخسی میں ہے:"اصل یہ ہے کہ جس کو اپنے اختیار سے اقامت پر قدرت ہو، تو وہ اپنی نیت سے مقیم ہو گا اور جس کو اپنے اختیار سے اقامت پر قدرت نہ ہو، تو وہ اپنی نیت سے مقیم نہیں ہو گا، یہاں تک کہ عورت جب شوہر کے ساتھ سفر میں ہو اور غلام آقا کے ساتھ اور شاگرد اپنے استاذ کے ساتھ اور اجیر اپنے مستاجر کے ساتھ اور لشکر اپنے امیر کے ساتھ، ظاہر الروایہ کے مطابق یہ

سب کے سب اپنی نیت سے مقیم نہیں ہوں گے، اسی طرح محیط میں ہے۔
(فتاوی عالمگیری، ج1، ص141، مطبوعہ کوئٹہ)

شرعی مسافت پر پہنچ کر ملازم کے مقیم ہونے کے لیے مستاجر کی نیت کا علم ہونا ضروری ہے، اس کے بارے میں در مختار میں ہے:" ولا بد من علم التابع بنية المتبوع، فلو نوى المتبوع الاقامة ولم يعلم التابع فهو مسافر حتى يعلم على الاصح وفى الفيض: وبه يفتى كما فى المحيط و غيره دفعاً للضرر عنه" تابع کو متبوع کی نیت کا علم ہونا ضروری ہے، اگر متبوع نے اقامت کی نیت کی اور تابع کو علم نہ ہو، تو اصح قول کے مطابق وہ مسافر ہو گا جب تک اس کو نیت کا علم نہ ہو جائے، اور فیض میں ہے: اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے جیسا کہ محیط اور اس کے علاوہ میں ہے، اس (تابع) سے ضرر کو دور کرتے ہوئے۔
(در مختار مع رد المحتار، ج2، ص744، مطبوعہ کوئٹہ)

اس کے تحت رد المحتار میں ہے:" قوله: (دفعاً للضرر عنه) لانه مامور بالقصر منهي عن الاتمام فكان مضطراً، فلو صار فرضه اربعاً باقامة الاصل بلا علمه لحقه ضرر عظيم من جهة غيره بكل وجه وهو مدفوع شرعاً" شارح کا قول: اس سے ضرر کو دور کرتے ہوئے، کیونکہ اس کو قصر کا حکم دیا گیا ہے اور مکمل نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، تو یہ مجبور ہو گا، اگر اس کے فرض اصل کے مقیم ہونے سے چار ہو جائیں بغیر علم کے، تو اس کو ہر طرح سے ایک بڑا ضرر لاحق ہو گا اپنے علاوہ کی طرف سے، اور وہ شرعاً مدفوع ہے۔
(رد المحتار مع در المختار، ج2، ص744، مطبوعہ کوئٹہ)

یہ یاد رہے کہ مذکور بالا حکم تنخواہ دار ملازم کے لیے ہے، دِہاڑی دار ملازم کے لیے نہیں۔

دِہاڑی دار ملازم ہے، تو اس کی اپنی نیت کا اعتبار ہو گا، چاہے مستاجر اسے مہینوں اپنے ساتھ

رکھے کہ ہر دن گزرنے کے ساتھ دِہاڑی دار اجیر کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس کی اپنی نیت معتبر ہوگی۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے: "قوله: (اجیر) ای: مشاهرة اومسانهة کما فی التاترخانیة، امالو کان میاومة بان استاجره کل یوم بکذا فان له فسخها اذا فرغ النهار، فالعبرة لنیته" شارح کا قول: اجیر یعنی جو ماہانہ یا سالانہ اجیر ہو جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے، بہرحال اگر یومیہ اجیر ہو اس طرح کہ اس کو ہر دن اتنے کے بدلے اجرت پر رکھا ہو تو جب دن مکمل ہو جائے، تو اس کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہے، اور ایسی صورت میں اعتبار اس اجیر کی نیت کا ہوگا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص743، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح
مفتی فضیل رضا عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ
ابو سعید محمد نوید رضا عطاری
19جمادی الاولی1444ھ/14دسمبر2022ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے